104412 ـ نماز كى فرضيت سے جاہل ہونے كى بنا پر نماز ترك كرنے كا عذر

سوال

اگر كوئى مسلمان شخص كفريہ ملك ميں ترك نماز كى حالت ميں فوت ہو جائے، اور اسى طرح اگر اسلامى ملك ميں ترك نماز كى حالت ميں فوت ہونے والے شخص ميں سے كون زيادہ برا ہو گا ؟
كيا كفريہ ملك ميں فوت ہونے والا شخص معذور ہو گا كيونكہ وہ غير اسلامى معاشرے ہيں رہتا تھا جہاں اذان سنائى نہيں ديتى ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

نماز ترك كرنا كفر اكبر ہے، اور تارك نماز ملت اسلاميہ سے خارج ہو جاتا ہے، اس كے قرآن و سنت اور اجماع صحابہ سے دلائل ملتے ہيں.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

ہر شخص اپنے اعمال كے بدلے ميں گروى ہے، مگر دائيں ہاتھ والے، كہ وہ جنتوں ميں (بيٹھے) گنہگاروں سے سوال كرتے ہونگے، تمہيں جہنم ميں كس چيز نے ڈالا، وہ جواب دينگے كہ ہم نماز ادا نہيں كرتے تھے المدثر (38 ـ 43).

اور جابر بن عبد اللہ رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں ميں نے رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كو فرماتے ہوئے سنا:

" آدمى اور كفر و شرك كے درميان نماز كا چھوڑنا ہے "

صحيح مسلم حديث نمبر (82).

اور شيخ عبد العزيز بن باز رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" جو كوئى بھى مكلفين ميں سے فوت ہو اور نماز ادا نہ كرتا ہو تو وہ كافر ہے، اسے نہ تو غسل ديا جائيگا، اور نہ ہى

اس کی نماز جنازہ پڑھی جائیگی، اور نہ ہی وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائیگا، اور نہ ہی اس کے رشتہ دار اس کے وارث ہونگے بلکہ اس کا مال مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرایا جائیگا علما کرام کا صحیح قول یہی ہے؛ کیونکہ صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" ہمارے اور ان کے درمیان نماز کا عہد ہے، جو کوئی بھی نماز چھوڑے وہ کافر ہے "

اسے امام احمد اور اہل سنن نے صحیح سند کے ساتھ بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے.

اور جلیل القدر تابعی عبد اللہ بن شقیق عقیلی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ترک نماز کے علاوہ کوئی فعل کفر نہیں سمجھتے تھے "

اس موضوع میں اور بھی بہت ساری احادیث اور آثار پائے جاتے ہیں.

یہ تو اس شخص کے بارہ میں ہے جو نماز کی فرضیت کا انکار نہیں کرتا بلکہ اس کی ادائیگی میں سستی و کاہلی سے کام لیتا ہے، لیکن جو شخص نماز کی فرضیت کا ہی منکر ہو تو وہ کافر ہے، اور سب اہل علم کے ہاں اسلام سے مرتد ہے " انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن باز (10 / 250).

دوم:

ترک نماز کی حالت میں فوت ہونے والے شخص میں کوئی فرق نہیں کہ وہ مسلمان ملك میں فوت ہو یا کفریہ ملك میں لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ اگر وہ مسلمانوں کے درمیان بستے ہوئے نماز ترک کرے تو اس کا گناہ اور زیادہ ہو؛ کیونکہ وہ لوگوں کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتا، اور آذان کی آواز ہر وقت سنتا ہے.

سوم:

ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص کفریہ ملك میں رہتے ہوئے اسلام قبول کرے اور اسے ارکان اسلام اور واجبات مثلا نماز وغیرہ کا علم ہی نہ ہو، اس کا تصور تو اس شخص کے بارہ میں کیا جا سکتا ہے جو دور کسی ایسی بستی میں رہتا ہو جو علم اور مسلمانوں سے دور ہو، یا پھر جنگلوں میں ہو، تو ایسے شخص پر کافر کا حکم نہیں لگایا جائیگا، بلکہ اس کے گناہ کا بھی نہیں کیونکہ وہ جاہل ہونے کی بنا پر معذور ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" لیکن بعض لوگوں کو ان احکام سے جاہل ہو نے کی بنا پر معذور تسلیم کیا جائیگا، اور کسی کے کفر کا حکم اس وقت تك نہیں لگایا جائیگا جب تك اس پر تبلیغ رسالت کی حجت قائم نہ ہو جائے.

جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

تا کہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالی پر نہ رہ جائے النساء (165).

اس لیے اگر کوئی شخص مسلمان ہو اور اسے علم نہ ہو کہ اس پر نماز فرض ہے، یا اسے شراب کی حرمت کا علم نہ ہو تو وہ

اس کے عدم وجوب اور عدم تحریم کا اعتقاد رکھنے پر کافر نہ ہو گا، بلکہ اسے سزا بھی نہیں ہوگی، حتی کہ اس تك حجت نبوی ن پہنچ جائے "

دیکھیں: مجموع الفتاوی (11 / 406).

اور ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر کوئی شخص اسلام قبول کرے اور اسے اسلامی قوانین اور احکام کا علم نہ ہو اور وہ شراب حلال اور انسان پر نماز فرض نہ ہونے کا اعتقاد رکھے اور اس کے متعلق اسے اللہ کا حکم بھی نہ پہنچا ہو تو وہ بغیر کسی اختلاف کے کافر نہیں ہو گا، حتی کہ اس پر حجت قائم ہو جائے اور وہ اس کا انکار کرے تو پھر بالاجماع وہ کافر ہو ہے "

دیکھیں: محلی ابن حزم (11 / 206).

اس جہالت میں شرط یہ ہے کہ جاہل شخص اس جہالت کو سوال اور طلب علم کے ساتھ دور کرنے پر قادر نہ ہو.

قرافی المالکی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" شرعی قاعدہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ جس جہالت کو دور کرنا ممکن ہو وہ جاہل شخص کے لیے حجت نہیں بن سکتی؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنے رسولوں کو رسالت دیکر مخلوق کی جانب مبعوث کیا، اور ان سب پر اس کی تعلیم اور اس پر عمل واجب کیا، اس لیے علم اور عمل دونوں واجب ہیں جو کوئی بھی حصول علم اور عمل کو ترک کر کے جاہل رہے تو وہ دو معصیت کا مرتکب ہوا کیونکہ اس نے دو واجب ترک کیے ہیں.

دیکھیں: الفروق (4 / 264).

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" یہ عذر اس وقت بن سکتا ہے جب اسے زائل کرنے سے عاجز ہو، وگرنہ جب بھی انسان کو حق کی معرفت حاصل کرنا ممکن ہو اور وہ اس میں کوتاہی کرے تو معذور نہیں ہو گا "

دیکھیں: مجموع الفتاوی (20 / 280).

اور شیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" تعلیم حاصل کرنے والا جب حصول تعلیم میں کوتاہی کرے اور لوگوں کی آراء کو علم وحی پر مقدم کرے تو یہ شخص معذور نہیں "

دیکھیں: اضواء البیان (7 / 357).

مزید آپ سوال نمبر (10065) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم